جنگی قیدیوں کے حقوق شریعت اسلامیہ اور بین الاقوامی قوانین کی روشنی میں

Rights of war-prisoners in the light of Islamic and international law

سید مبارک شاہ*

عبدالوہاب مفتی**

Abstract:

Islam encourages treating war-prisoners positively. The prophet Muhammad (peace be upon him) showed it by his conduct as he never mal treated any war-prisinor. Quran also teaches it as Allah describes the qualities of true believers as ‘‘and they give food, inspite of their love for it (or for the love of Him), to the Miskīn (the poor), the orphan, and the captive. [Al-Dahar; ۸]

The same teachings are in practice in the international law. The present article dicusses the rights of war-prisoners both in the light of Islamic and international law.

اسلام دین امن واشتی ہے، اسلام بدامنی، انتشار اور ظلم وعدوان کا استیصال چاہتا ہے اور معاشرے میں اطمینان وسکون کی فضا قائم کرنا چاہتا ہے، جہاں ہر ایک کو جان، مال اور عزت وآبرو کی حفاظت میسر ہو۔

اسلام دین رحمت ومہربانی ہے اس کی مہربانی تمام مخلوقات کے لئے عام ہے، یہ دین انسانیت (Humantarian) ہے، اس کی ہمدردی، خیر خواہی، اور بھلائی تمام انسانوں کے لئے بلا تخصیص عام ہے۔اسلام کے احسان اور مہربانی سے جنگی قیدی بھی محروم نہیں ہیں۔اسلام نے ایک ایسے دور میں جنگی قیدیوں کو حقوق عطا فرمائے جس دور میں جنگوں میں ہر قسم کا ظلم روا رکھا جاتا تھا۔جنگی قیدیوں کو ہاتھ آئے شکار کی مانند سمجھا جاتا تھا اُن پر مخالف فریق کو جس کے ہاتھ وہ قید ہوتے تھے، ہر قسم کے ظلم کرنے کا اختیار ہوتا تھا انسانیت سوز سلوک ہوتا تھا، زندہ جلا دیا جاتا تھا تیل میں ڈال کر بھنا جاتا تھا جیسا کہ بعض

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، پشاور یونیورسٹی۔

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ گریجویٹ کالج منڈیا، ایبٹ آباد۔

مسلمان قیدیوں کے ساتھ بعض عیسائی بادشاہوں نے کیا تھا۔آج بھی بعض قوموں کے ہاں یہ محاورہ پایا جاتا ہے کہ "Every thing is fair in Love and War" جب کہ اسلام نے جنگوں کے لئے بھی اصول واحکام اور ہدایات وآداب متعین کئے اور اپنے پیروکاروں کو ان ہدایات کا ایسا ہی پابند کیا جیسا کہ اسلامی شریعت کے دیگر احکام اور عبادات کے مسائل کا پابند کیا ہے۔اس ضمن میں اگر اسلامی احکامات کا مطالعہ کیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ اسلامی شریعت جنگ میں بھی انسانی کرامت وشرافت کی حفاظت کرتی ہے جیسا کہ ایامِ امن میں کرتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

'' وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً''[۱]

''اور ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی کہ ان کو خشکی اور دریا میں اور روزی دی ان کو ستھری چیزوں سے اور ان کو فضیلت دی بہت سوں پر جن کو ہم نے پیدا کیا''.

اور نیز ارشاد ہے :

'' وَلاَ يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلاَّ تَعْدِلُواْ اعْدِلُواْ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى''[۲]

''اور کسی قوم سے دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔عدل کرو یہی بات زیادہ نزدیک ہے تقوی کے''

چنانچہ تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں سے بڑھ کر کوئی قوم جنگی قیدیوں کے لئے رحمت اور سایہ عاطفت ثابت نہ ہوئی۔جب کہ مسلمانوں کی دشمن قوموں نے ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ ظلم، سختی اور جبروزبردستی کی چنانچہ صلیبی جنگوں کی تاریخ میں مسلمان قائدین نے غیر مسلم قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک،انسانیت نوازی اور رحمت وشفقت کا مظاہرہ کیا اور انہی دشمنوں نے مسلمان قیدیوں کے ساتھ سفاکی، سنگ دلی اور ظلم وبربریت کا معاملہ کیا۔صلاح الدین ایوبی نے فرنگیوں کے قیدیوں کو ہر آرام اور سہولت بہم پہنچائی جب کہ فرنگیوں کے قائد رچرد نے مسلمان قیدیوں سے ہر قسم کا انتقام لیا اور انہیں ذہنی اور جسمانی اذیتیں دیں۔[۳]

کافر کی جنگ اور مسلمان کا جہاد :

کافر کی جنگ سیاسی مقاصد کے لئے ہوتی ہے جب کہ اسلام کا جہاد اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہوتا ہے چونکہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے لڑتا ہے اس لئے اس کی لڑائی میں ذاتی انتقام یا ذاتی مفاد اور قومی مفاد کی گنجائش نہیں ہوتی ہے وہ عین جنگ کے دوران ابھی اللہ تعالیٰ کے دین کے احکام کی پابندی کرتا ہے جب کہ کافر جنگ میں اپنے آپ کو ہر قسم کے قانون اور ضابطے سے آزاد سمجھتا ہے وہ ہر طرح سے اپنے سیاسی مقاصد، ذاتی مفاد اور ملکی مفاد کو حاصل کرنا اپنا حق سمجھتا ہے، چنانچہ یہ بات ان کے ہاں جنگ کی تعریف سے بھی سامنے آتی ہے۔

Encyclopedia of Bridanice میں جنگ (WAR) کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"Armed conflict between political units"[4]

"سیاسی گروہوں کے درمیان مسلح تنازع کو جنگ کہا جاتا ہے"

انسائیکلوپیڈیا Words and Phrases کا مقالہ نگار یوں تعریف کرتا ہے:

"War is an armed contest between different states on a qauestion of public right[5]"

"جنگ مختلف ملکوں کے درمیان مسلم تصادم کا نام ہے جو وہ عوام کے حقوق کے مسئلہ پر لڑتے ہیں"

Claus Witz اس کی تعریف اور بھی بُرے انداز سے کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں:

"War is an act of Violance intended to compel our opponent to fulfil our will[6]"

"جنگ ایک ایسا تشدد آمیز عمل ہے کہ وہ ہمارے مخالف کو اس پر آمادہ کر دے کہ وہ ہماری خواہش کی پیروی کر لے"

مندرجہ بالا تعریفات سے جنگ کے جو مقاصد سامنے آتے ہیں اسلام میں ان میں سے کسی ایک کے لئے بھی لڑنا جائز اور حلال نہیں سمجھتا۔ اسلام ایسی جنگ کو "حرب" کے نام سے موسوم کرتا ہے اور قرآن کریم میں عموماً غیر شرعی مقاصد کے تحت لڑنے والی جنگوں کے لئے "حرب" کا لفظ استعمال کیا ہے اس لئے غیر شرعی لڑائی لڑنے والے محارب wariers کہلائے جاتے ہیں، مجاہد یعنی جہاد کرنے والے نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے باغیوں کو "مُحارِبین" کے لفظ سے ذکر کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الأَرْضِ فَسَادًا"[۷]

"یہ سزا ہے ان کی جو لڑتے ہیں اللہ اور اس کے رسول سے (ڈاکو، باغی) اور کوشش کرتے ہیں ملک میں فساد کی"

اسی طرح متعدد آیات میں کفار اور منافقین کی مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کو حرب کہا ہے۔اس لئے کہ مسلمانوں کے مخالفین کی لڑائی کا مقصد دین اسلامی کی سربلندی اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا حصول نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ارشاد ہے ۔

"كُلَّمَا أَوْقَدُواْ نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا"[۸]

"جب کبھی آگ سلگاتے ہیں لڑائی کے لئے اللہ اس کو بجھا دیتا ہے۔"

"فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ"[۹]

"سو اگر کبھی تو پائے ان کو لڑائی میں تو ان کو ایسی سزا دے کہ دیکھ کر بھاگ جائیں۔ان کے پچھلے تاکہ ان کو عبرت ہو۔"

"فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاء حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا"[۱۰]

"پھر یا احسان کی جیو اور یا معاوضہ لے جیو جب تک رکھ دے لڑائی اپنے ہتھیار"

اس کے برعکس شریعت اسلامیہ مسلمانوں کو جس جنگ کی اجازت دیتی ہے وہ اپنے اصول واحکام اور مقاصد واہداف کے لحاظ سے مختلف ہے۔جس کا اصطلاحی نام "جہاد" ہے جہاد اسلامی کا مقصد واحد دین کی سربلندی ہے، اس ایک مقصد کے سوا باقی کسی بھی مقصد وہدف کے لئے لڑی جانے والی جنگ جہاد نہیں ہو سکتی ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ء اس کی صراحت فرمادی ہے۔

"عن أبي موسى فجاء رجل إلى النبى صلى الله عليه وسلم فقال! الرجل يقاتل للمغنم. والرجل يقاتل للذكر. والرجل يقاتل ليرى مكانه، فمن فى سبيل الله؟ قال من قاتل لتكون كلمة الله هى العليا فهو في سبيل الله"[۱۱]

"حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ سے پوچھا۔ایک آدمی مال غنیمت کے لئے لڑتا ہے ایک آدمی شریعت کے لئے

لڑتا ہے اور ایک اپنی بہادری کا مرتبہ دکھانے کے لئے لڑتا ہے ان میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والا کون ہے ؟رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔جو صرف اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین اور کلمۂ اسلام سربلند ہو وہی ایک اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے"۔

لفظ "جہاد"کا اطلاق تو کفار کے ساتھ جہاد پر ہوتا ہے لیکن باغیوں اور مرتدین کے خلاف لڑنے کو بھی "جہاد" کہا جاتا ہے جیسا کہ ابن دقیق العید نے اس کی تصریح کی ہے۔[۱۲]

قرآن وحدیث میں جہاد کے لئے لفظ "قتال" بھی استعمال ہوا ہے جس کا لغوی معنی لڑنے کے ہیں لیکن جب یہ لفظ فی سبیل اللہ کی قید کے ساتھ استعمال ہو یعنی "قتال فی سبیل اللہ" تو اس سے اصطلاحی جہاد ہی مراد ہوتا ہے۔[۱۳]

جنگی قیدی :

جنگی قیدی کی فقہاء کرام کے ہاں تعریف یوں کی گئی ہے۔

"كل من يؤخذ فى الحرب مع الكفار أو فى نهايتها في القتال أو غير القتال مثل أن تقليه السفينة إلينا أويضل الطريق أو يوخذ بحيلة"[۱۴]

"جنگی قیدی" سے مراد ہر وہ شخص ہے کہ جس کفار کے ساتھ جنگ کے وقت یا اس کے اختتام پر پکڑا جائے چاہے لڑائی کے دوران یا بغیر لڑائی کے مثلاً اگر کشتی سے وہ ہماری طرف گر جائے یا راستہ بھول جائے یا اس کو حیلہ سے گرفتار کیا جائے"

اسی طرح فقہاء کرام "جنگی قیدی کا اطلاق اس شخص پر کرتے ہیں جو حربی ہو اور دارالاسلام میں بغیر امان (یعنی ویزہ) کے داخل ہو یا مرتدین اور باغیوں کے ساتھ مسلمانوں کی لڑائی کے دوران گرفتار کرلئے جائیں۔[۱۵]

اسی طرح "جنگی قیدیوں"کا اطلاق فقہاء کرام کے ہاں اس مسلمان پر بھی ہوتا ہے کہ جس کو دشمن قوت (کفار) نے جنگ کے دوران گرفتار کیا ہو۔[۱۶]

قانون وضعی میں "جنگی قیدی" کی تعریف یہ کی گئی ہے۔

"ہر وہ شخص جس کو کسی ارتکاب جرم کی وجہ سے نہیں بلکہ عسکری وجوہات ہر جنگ کے دوران گرفتار کیا گیا ہو"[۱۷]

چنانچہ اس سے معلوم ہوا کہ "جنگی قیدی" کی تعریف شریعت اسلامیہ میں وضعی قوانین سے عام ہے، تعریف میں اس اختلاف کی وجہ سے اس کی ماہیت، قواعد اور اصول میں بھی اختلاف ہوگا جس کی وجہ سے دونوں قوانین میں متحاربین باہمی تعلقات اور قیدیوں کے احکامات سے متعلق اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

یہاں "جنگی قیدی" سے مراد وہ شخص ہے جس کو دو متحارب قوتوں کے درمیان جنگ کے دوران گرفتار ہو جائے چاہے عین لڑائی کے دوران یا لڑائی کے احتمال کے وقت اس کو گرفتار کیا گیا ہو۔

جنگی قیدی کا خوراک ولباس کا حق:

خوراک کے بارے میں تو قرآن کریم نے قیدیوں کو کھانا کھلانے کو سب سے بڑی نیکی اور مؤمن کے خصوصی اوصاف میں شمار کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو اپنی محبت کی علامت قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

" وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا. إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا"[۱۸]

نیز رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ہدایت دی کہ قیدیوں کے ساتھ خیر اور بھلائی کا معاملہ کرو آنحضرت ﷺ نے جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں صحابہ کرامؓ کو وصیت کی کہ ان کا خوب اکرام کرو۔[۱۹]

انہی ہدایات کی وجہ سے صحابہ کرامؓ قیدیوں کو کھانے پینے میں اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے گویا کہ وہ قیدی نہیں بلکہ مہمان تھے۔ حتی کہ بعض نے تو اپنی اولاد پر ان کو ترجیح دی، بچوں کو بھوکا سلایا اور قیدی کو کھانا کھلایا اور اس عمل کی قرآن کریم نے بھی بڑی تعریف کی۔ نبی کریم ﷺ خود اپنے مبارک ہاتھوں سے قیدیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔[۲۰]

> "عمیر بن ہشام فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے دوران میں بھی دیگر کفار کے ساتھ گرفتار ہو گیا تھا۔ میں انصار کی جماعت کے پاس تھا۔ ان کے لئے جب دوپہر یا شام کا کھانا لایا جاتا تھا تو وہ روٹی مجھے دیتے اور خود کھجوروں پر گزارہ کرتے تھے۔ ان میں سے اگر کسی کے ہاتھ سے روٹی کا ٹکڑا اگر تا تو وہ مجھے دیتے میں شرما کر ان کو واپس کرتا لیکن وہ اس کو ہاتھ لگائے بغیر مجھے دیتے تھے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان کو اس کی ہدایت دی تھی"[۲۱]

جہاں تک لباس کا تعلق ہے تو یہ ایسا امر ہے جو اسلام میں مطلوب ہے، اور ستر ولباس کی اسلام میں انتہائی تاکید ہے جس میں مسلم، غیر مسلم یا قیدی غیر قیدی کی تخصیص نہیں۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے قیدیوں میں کفار کے ساتھ حضرت عباسؓ جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے، اس جنگ میں گرفتار ہو گئے تھے، ان کے بدن پر لباس نہ تھا تو آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے لباس کا حکم دیا۔ چنانچہ عبداللہ بن اُبی کی قمیص ان پر پوری آئی اور وہی ان کو پہنائی گئی۔ اسی طرح جب حاتم الطائی کی بیٹی مسلمانوں کی قید میں آئی تو رسول اللہ ﷺ نے خود اسے کھلایا، پلایا اور کپڑے پہنائے اور آزاد کرکے اس کی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ اس کو واپس بھیج دیا۔[۲۲]

بین الاقوامی قوانین میں بھی جنگی قیدیوں کے لئے کھانے اور لباس کا حق تسلیم کیا گیا ہے جنیوا میں ۱۹۴۹ء میں ایک بین الاقوامی معاہدہ طے پایا۔ جس کا تعلق جنگی قیدیوں کے حقوق سے متعلق ہے، جو تقریباً ۱۴۲ دفعات پر مشتمل ہے اس کی دفعہ نمبر ۲۶ میں جنگی قیدیوں کے کھانے سے متعلق قوانین میں لکھا گیا ہے کہ ہر جنگی قیدی کو روزانہ اتنا کھانا اور پانی دیا جائے گا کہ وہ مقدار اور معیار کے لحاظ سے اس کے لئے کافی ہو نیز کھانا بھی وہ دیا جائے گا جو وہ اپنے ملک اور علاقے میں کھانے کے عادی تھے۔[۲۳]

نیز اگر ممکن ہو تو یہ اجازت دی جائے گی کہ اگر وہ مشترک طور پر اپنے لئے کھانا تیار کرتے ہوں تو انہی میں سے کسی کو پکانے کی ذمہ داری سونپی جائے۔[۲۴]

لباس کے بارے میں قانون میں یہ صراحت کر دی گئی ہے کہ جنگی قیدی اپنا فوجی لباس اپنے فوجی مرتبے کی علامات کے ساتھ پہن سکتے ہیں۔ گرفتار کرنے والا ملک جنگی قیدیوں کو اوپر پہننے والا لباس اور نیچے پہننے والا لباس نیز جوتے اتنی مقدار میں مہیا کرے گا کہ وہ ان کے لئے کافی ہوں۔ اور اگر گرفتار کرنے والے ملک نے دوران جنگ دوسرے ملک کا فوجی لباس اور وردیاں بطور غنیمت کے قبضہ میں لی ہیں تو وہ انہی قیدیوں کو مہیا کر دے جب ان کا لباس پرانا ہو جائے بہر حال اس بات کی رعایت رکھی جائے گی کہ ان کو مہیا کیا گیا لباس اس کے علاقے کے موسم کے موافق ہو، اور اگر بعض قیدی کسی اضافی کام پر لگا دیئے گئے ہیں تو ان کو ایسا لباس دیا جائے گا جو اس کام کی نوعیت کے مناسب ہو۔[۲۵]

شریعت اسلامیہ نے جنگی قیدیوں کے ساتھ جو مشفقانہ سلوک چودہ سو سال پہلے کیا تھا اور اس کی تاکید کی تھی۔ آج کے قوانین نے اس سے زائد کوئی چیز نہیں دی ہے البتہ جس ایثار کا مسلمانوں نے جنگی قیدیوں کے کھانے پینے اور لباس میں ثبوت دیا وہ موجودہ قوانین میں مفقود ہے۔

مزید برآں شریعت اسلامیہ کی پیروی ہر فرد پر انفرادی اجتماعی اور تنظیمی طور پر لازم ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اگر مسلمانوں کو ان قوانین پر عمل درآمد مجبور نہ بھی کرے تو پھر بھی آخرت کی جوابدہی کے احساس کے تحت وہ اپنی مرضی سے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

دوسری طرف یہ دیکھا گیا ہے کہ جب بھی کسی غیر مسلم طاقت نے موقع پایا ہے۔ تو ان قوانین کی دھجیاں بکھیر ی ہیں چنانچہ دوسری جنگ عظیم میں سوویت نے یونین ہالینڈ کے ۱۵۰۰۰ پندرہ ہزار جنگی قیدیوں کو پھانسی دی۔ اسی طرح ۱۹۶۵ء میں شمالی کوریا نے بین الاقوامی ریڈ کراس کے جنیوا میں واقع دفتر کو لکھا کہ وہ امریکی جہازوں کے پائیلٹوں کے ساتھ جنگی مجرموں والا سلوک کریں گے نہ کہ جنگی قیدیوں والا۔[۲۶]

۱۱ستمبر کے واقعہ کے بعد امریکہ نے جیسا سلوک دہشت گردی کے نام پر جنگ میں گرفتار لوگوں کے ساتھ کیا۔ اور ان کی غذا اور لباس کے سلسلے میں جس طرح بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزیاں کیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن طاقت ور امریکہ سے کون پوچھ سکتا ہے۔؟

رہائش کا حق:

ابتدائے اسلام میں قیدیوں کے لئے الگ جیل خانہ جات کا نظام نہیں تھا۔ چونکہ مسلمانوں کے پاس وسائل بھی کم تھے۔ اور جرائم بھی نہ ہونے کے برابر تھے۔ اس وجہ سے جنگی قیدیوں کے لئے کوئی مختص جگہ نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ اہل یمامہ کا سردار ثمامہ بن اثال جب جنگ میں گرفتار ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو مسجد نبوی میں رکھا۔[۲۷] سہیل بن عمرو جو کہ جنگ بدر کے قیدیوں میں سے تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے گھر میں رکھا۔ اس کے بعد آپؐ نے جنگ بدر کے دیگر قیدیوں کو صحابہ کرامؓ میں تقسیم کر کے ان کو ہدایات دی کہ ان کے ساتھ بھلائی کا سلوک کریں اور اچھے طریقے سے ان کو رکھیں۔ بعد کے زمانوں میں مخصوص جیلیں بنائی گئیں جس کا آغاز حضرت عمر فاروقؓ کے دور سے ہوا اور مابعد کے خلفاء کے ادوار میں اس میں مزید اصلاحات اور بہتری لائی گئی۔[۲۸]

مندرجہ بالا گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ جنگی قیدیوں کی رہائش کے سلسلے میں زمانے کے ارتقاء کے ساتھ چلے، اور بہتری کی کوئی بھی صورت اپنائی جا سکتی ہے۔ اس لیے کہ جنگ میں گرفتار کئے ہوئے فوجیوں کی قید ان کی سزا نہیں بلکہ محض ان کو جنگ میں دوبارہ شامل ہونے سے روکنا ہے۔

(جنیوا معاہدہ برائے اسیرانِ جنگ) میں جنگی قیدیوں کی رہائش کے لئے جو ہدایات دی گئ ہیں ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱. ان کی رہائش کے لئے تعمیرات سطح زمین پر ہوں زیر زمین (Underground) نہ ہوں۔
۲. وہ ایسے دور مقامات پر ہوں کہ جو جنگی کاروائیوں سے محفوظ ہوں۔
۳. ان میں فضائی حملوں سے حفاظت کے انتظامات اور دیگر خطرات سے بچنے کے لئے ایسے انتظامات کئے گئے ہوں جیسا کہ اس علاقے کے ملکی باشندوں کی حفاظت کے لئے کئے گئے ہیں۔
۴. جنگی قیدیوں کے لئے تعمیر کئ گئ رہائش گاہیں ایسی جگہوں پر ہونی چاہیے کہ وہ قیدیوں کی عادات اور روایات کے مناسب ہوں اور کسی حال میں ان کو ایسی جگہ تعمیر نہ کی جائے کہ جو قیدیوں کی صحت کے لئے ضرر رساں ہو۔
۵. ان رہائش گاہوں کے اندر قیدیوں کی سکونت کی جگہیں گیلی نہ ہوں اور وہاں موسم کی سردی سے بچنے کے لئے گرم رہنے کے مناسب انتظامات اور روشنی کے وسائل خاص کر شام اور رات کے اوقات میں اور اس کو بجھانے کے انتظامات اس طور پر ہوں کہ اس کی وجہ سے وہاں پر آگ لگنے اور جلنے کے خطرات نہ ہوں۔
۶. جنگی قیدیوں کی رہائش گاہوں کو جلی حروف P.W (Prisoners of War) سے ممتاز کیا جائے گا یہ حروف کسی اور فوجی چھاونی وغیرہ پر نہیں لکھے جائیں گے۔

نیز جنگی قیدیوں کی رہائش گاہوں کو قوم یا زبان یا عادات کے اعتبار سے الگ الگ رکھنا چاہئے۔ یہ جائز نہیں کہ کسی ملک کے فوجیوں کو دوسرے ملک کے فوجیوں پر ترجیح دی جائے۔ اگر جنگی قیدیوں میں عورتیں بھی ہوں تو ان کے سونے کی جگہیں مردوں کے سونے کی جگہوں سے الگ ہوں۔[۲۹]

اسلام کے آغاز میں چونکہ قیدیوں کے لئے الگ تعمیرات نہیں ہوتی تھیں۔ اس لیے مختلف گھروں میں تقسیم کئے جاتے تھے، اور چونکہ اسلام ہر ایک کے لئے رکھوالے کی حیثیت رکھتا ہے خصوصاً قیدیوں کے معاملے میں اسلام کی وسیع القلبی اور نرم دلی ڈھکی چھپی نہیں اس لیے مندرجہ بالا قوانین اسلام کے مزاج کے خلاف نہیں۔ جب کہ یہ قوانین بین الاقوامی معاہدات کے نتیجے میں وجود میں آئے ہیں معاہدوں کی پابندی کی اسلام تاکید کرتا ہے۔ اس لئے ان قوانین پر عمل درآمد ایک مسلم کی دینی ذمہ داری بنتی

ہے لیکن دنیا دیکھ رہی ہے کہ دنیا کی سپر طاقت امریکہ نے گوانتا ناموبے میں جنگی قیدیوں کو رکھ کر ان قوانین کی خلاف ورزی کی ہے۔

جنگی قیدی کی ملکیت کی بقاء:

مسلمان جنگی قیدی جو کفار کی قید میں ہو، ان کی ملکیت اپنے اموال و جائیداد پر اسی طرح باقی رہتی ہے جس طرح کہ قید سے پہلے تھی اس کی بیع، ہبہ، صدقہ وغیرہ تمام تصرفات نافذ العمل ہوں گے، وہ جس قسم کے تصرفات بھی کرے گا جب تک اس پر زبردستی نہ کی گئی ہو وہ سب درست ہوں گے اور شریعت اسلامیہ میں وہ جائز ہیں اس کا اگر کوئی مورث وفات پا جائے تو اس کو اس کی میراث میں سے اپنا حصہ ملے گا۔ اگر مسلمان قیدی کفار کی قید میں مرتد ہو گیا اور معلوم نہ ہو کہ وہ اپنی مرضی سے مرتد ہوا ہے یا کہ اس پر زبردستی کی گئی ہے تو اس کا مال موقوف ہو گا تا آنکہ وہ وفات ہو جائے اس کے بعد وہ مال مسلمانوں کے بیت المال میں جائیگا۔[۳۰]

کافر جنگی قیدی جو مسلمانوں کی قید میں ہو تو اس کا وہ مال جو اس کے پاس قید سے پہلے تھا وہ مجاہدین کے لئے غنیمت ہو گا اور جو قید کے بعد کمائے گا وہ فئی ہو گا[۳۱] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر قیدی کا اس کے مال پر کوئی حق نہیں ہے۔

لیکن موجودہ دور کے فقہاء لکھتے ہیں کہ یہ فقہی حکم ہے شرعی حکم نہیں۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ مخالفین بھی مسلمان قیدیوں کے اموال کو اپنے قبضہ میں لے کر ضبط کرتے تھے اس لئے مسلمان فقہاء کرام نے اپنے زمانے کے عرف پر ان مسائل کا استخراج کیا ہے زمانے کی تبدیلی سے ان میں تبدیلی ممکن ہے۔[۳۲] خاص کر جب ان کا تعلق بین الاقوامی معاہدوں سے ہو جبکہ ایک مسلمان کے لئے ان معاہدوں کی پابندی لازم ہے۔

موجودہ بین الاقوامی قوانین میں یہ بات کی گئی ہے کہ قید کرنے والا ملک آغاز میں ہر قیدی سے نقدی اور قیمتی اشیاء الگ کر کے ان کو رجسٹر میں درج کرے گا اور قیدی کو اس میں سے ضروری خرچ دے گا اگر قیدیوں کا ملک ان کو اضافی تنخواہ بھیج دیتا ہے تو قید کرنے والا ملک پابند ہو گا کہ وہ لے کر ان قیدیوں پر برابر تقسیم کر دے۔[۳۳]

جنگی قیدیوں کو اجازت ہو گی کہ وہ اپنے ملک میں کسی کو کوئی رقم بھیج دے اور اس پر مندرجہ ذیل معلومات درج کر دے۔

۱. اپنا پورا نام، شخصی نمبر اور عہدہ۔

۲. جس شخص کی طرف رقم بھیجنا چاہتا ہے اس کا نام اور مکمل پتہ۔

۳. رقم کا حساب۔

اس صورت میں قید کرنے والا ملک ایک رسید لکھ دے گا۔ جس میں رقم کی مقدار اور قید کرنے والے ملک کی کرنسی کے حساب سے اس کی قیمت وغیرہ لکھی ہوئی ہوگی۔ قیدی اس پر دستخط کرے گا۔[۳۴]

بین الاقوامی قوانین کی یہ تصریحات بہت ہی عمدہ ہیں۔ لیکن عموماً یہ نظری باتیں ہوتی ہیں اور عموماً جنگوں میں ان قوانین پر عمل دارآمد بہت ہی کم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مختلف ممالک نے اپنے داخلی قوانین میں ان پر عمل درآمد کی کوئی پابندی نہیں رکھی ہے۔ برخلاف شریعت اسلامیہ کے کہ اس کا ہر شخص انفرادی طور پر بھی پابندی کرے گا۔

کیا جنگی قیدی کو رازوں کے افشاء کرنے پر مارنا جائز ہے؟

اسلام دین رحمت وعدل ہے وہ تمام مخلوقات کے لئے خاص کر کمزوروں کے لئے شفقت اور مہربانی کی تاکید کرتا ہے تو کیا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے کہ جنگی رازوں کے معلوم کرنے کے لئے قیدی کو سزا دی جائے۔؟

ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے کہ جنگ بدر کے موقعہ پر صحابہ کرامؓ نے ایک کالا غلام پکڑا اور اس سے پوچھتے کہ ابوسفیانؓ کہاں ہیں تو وہ جواب دیتا کہ اس کا مجھے پتہ نہیں البتہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف ان جگہوں پر موجود ہیں تو صحابہ کرامؓ اس کو مارتے، تو وہ کہتا وہ ابوسفیان ہے تو وہ چھوڑ دیتے وہ پھر کہتا کہ ابو سفیان کا مجھے پتہ نہیں تو صحابہ کرام پھر مارتے، انحضرت ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے نماز ختم کی تو فرمایا جب وہ سچ کہتا ہے تو تم اس کو مارتے ہوں اور جب وہ جھوٹ کہتا ہے کہ تو اس کو چھوڑ دیتے ہو۔[۳۵]

اس سے بعض استدلال کرتے ہیں کہ جنگی قیدی کو جنگی رازیں بتانے کے لئے مارا جا سکتا ہے لیکن درحقیقت یہ غلام جاسوس تھا اور جاسوس کی حیثیت جنگی قیدی سے مختلف ہوتی ہے جاسوس کو سزا دی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں کہ:

"یہ مخصوص واقعہ ہے ،اسلام دین رحمت و شفقت ہے ،اس کو جنگی قیدی کے مارنے کے لئے قانون نہیں بنایا جاسکتا"[۳۶]

جنگی قیدی کا اسلام لانا:

اگر کافر محارب نے دوران جنگ اسلام قبول کر لیا تو اس کی جان ومال محفوظ ہو گئے اس کو قتل کرنا حرام ہوگا اور یہ اصلی مسلمان کی مانند ہو گیا۔البتہ اگر قیدی ہونے کے بعد اسلام لایا تو اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے احناف کے نزدیک ایسا قیدی قتل سے بچ گیا البتہ استرقاق اور من و فدا کا حکمران کو اختیار ہے شوافع اور حنابلہ کے نزدیک اب اس کی غلامی متعین ہو گئی اور قتل سے محفوظ ہوا۔[۳۷]

جنگی قیدیوں کو کسی بھی حال میں قتل کرنے یا ان کو غلام بنانے کے سلسلے میں بین الاقوامی معاہدات موجود ہیں اور تمام مسلمان حکمرانوں نے ان معاہدات کی پابندی قبول کی ہے اور چونکہ یہ معاہدات اسلامی اساس اور اصول کے خلاف نہیں ہیں اس لئے ان کی پابندی ایک سچے مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

جنگی قیدی کا فرار:

اس پر فقہاء کرام کا اجماع ہے کہ اگر مسلمان غیر مسلموں کی قید میں گرفتار ہوا اور وہ اس پر قادر ہو کہ کسی بھی طریقے سے ان کی قید سے چھوٹ جائے چاہے ان کو مار کر بھاگ جائے اور اگر کفار نے اس کو بیڑیاں پہنائی ہوں تو ان کو توڑ کر بھاگ جائے۔

اگر مسلمان جنگی قیدی نے کفار کے ساتھ معاہدہ کیا اور اس کے بعد بھاگ گیا تو اس بارے میں، حسن بصری، زہری، اوزاعی اور امام احمدؒ کی رائے یہ ہے کہ اگر اس نے اپنی رضامندی سے معاہدہ کیا تھا تو اس کو واپس کیا جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ"[۳۸] "اللہ تعالی کے عہدوں کو پورا کرو جب تم عہد کرو"

اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آپ نے جو معاہدہ فرمایا تھا اس کی ایک شق یہ بھی تھی کہ اگر کوئی مسلمان کفار سے بھاگ کر آئے گا تو مسلمان اس کو واپس کریں گے چنانچہ اس کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے ابو جندلؓ کو واپس کیا تھا۔[۳۹]

لیکن جمہور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اس کا کفار کی طرف واپس لوٹنا لازم نہیں اس لئے کہ اس کا معاہدہ کرنا اس کی آزاد رضامندی سے نہیں بلکہ اس پر جبر وزبردستی ہے نیز قید ایک طرح کی ذلت وعیب

ہے مسلمان پر لازم ہے کہ کسی بھی حیلے سے اپنے آپ کو ذلت و عیب سے نکال دے اسی طرح کفار کے لئے مسلمان کو قید کرنا کسی طور جائز نہیں اس لئے کہ وہ ناحق لڑتے ہیں تو ان کے لئے جائز نہیں کہ حق والوں کو قید کرے۔[۴۰]

جنگی قیدی کو قتل کرنا یا غلام بنانا:

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ جب کوئی غیر مسلم عاقل بالغ قید ہو جائے تو امام المسلمین کو چار اختیارات ہیں۔

۱. قتل کردے۔

۲. غلام بنادے

۳. بلا معاوضہ احسان کرکے چھوڑ دے

۴. معاوضہ لے کر چھوڑ دے یا مسلمان قیدیوں کے بدلے چھوڑ دے۔[۴۱]

قیدیوں کے قتل کے بارے میں سید قطب کی رائے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عام حالات میں قیدیوں کے ساتھ من وفدا (یعنی بطور احسان کے بلامعاوضہ یا فدیہ اور معاوضہ لے کر چھوڑنے) کا معاملہ کیا ہے جہاں تک قتل کرنے کا تعلق ہے تو شاذ واقعات ہیں جن کا تعلق فردی امور سے ہے اس کا تعلق ایسے لوگوں سے ہے کہ جن کے جنگ کے علاوہ جرائم ہوتے تھے اور وہی جرائم یا تو جنگ کا سبب بنتے یا جنگ کے ساتھ لاحق ہوتے تھے جس کی وجہ سے وہ مباح الدّم ہوتے تھے محض جنگی قیدی ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتا تھا[۴۲]

غلام بنانے کے متعلق یہ ہے کہ یہ اس وقت معاملہ بالمثل، عقوبت بالمثل کے قبیل سے تھا، غلامی کی ایجاد اسلام نے نہیں کی ہے بلکہ غلاموں کی آزادی کے راستے کھولے ہیں لیکن جب جنگوں میں مسلمانوں کے دشمن اگر قابو پاتے تو مسلمانوں کو غلام بنانے سے گریز نہیں کرتے تھے تو ممکن نہ تھا کہ مسلمان بھی یہ راستہ بند کردے لیکن جب بین الاقوامی لحاظ سے اس پر اتفاق ہوگیا کہ جنگی قیدیوں کو غلام نہیں بنایا جائے گا تو مسلمانوں نے اس کو اسلام کا مقصود جانا تو اتفاق کرلیا۔

مشرق و مغرب میں غلامی کا یہ رواج اٹھارویں صدی کے نصف آخر تک رہا یہاں تک کہ انقلاب فرانس نے ۱۷۸۹ء میں غلامی کو کالعدم کردیا۔امریکہ میں پھر بھی یہ رواج قائم رہا حتی کہ ابراہام لنکن نے ۱۸۶۳ء میں اس کو کالعدم کردیا۔ بعدازاں بعد تمام ممالک اسلامیہ اور غیر اسلامیہ نے اس پر اتفاق کر

لیا کہ اب کسی بھی جنگی قیدی کو غلام نہیں بنایا جائے گا، یہی اسلام کا مقصود ہے اور یہ بین الاقوامی قانون اسلام کے مزاج اور تعلیمات کے ساتھ مطابق ہے اب صرف دو ہی صورتیں رہتی ہیں من یا فدا ۔

جنگی قیدیوں کے خلاف عدالتی کاروائی:

بین الاقوامی قوانین میں یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ جنگی قیدیوں کے خلاف ان امور میں عدالتی کاروائی نہیں ہوگی جو قید سے پہلے انہوں نے جنگ کے دوران کئے ہیں ہاں اگر دوران جنگ ایسے کام کئے ہوں جن کی بین الاقوامی قوانین میں اجازت نہیں مثلاً ممنوعہ اسلحہ اور کیمیکل کا استعمال اور قیدی کو قتل کرنا وغیرہ۔ان کو جنگی جرائم کہا جاتا ہے اگر کسی قیدی پر ان میں کوئی ایک جرم کا الزام ہو تو اس کے خلاف عدالتی کاروائی ہو سکتی ہے اسی طرح اگر ملکی قوانین کے خلاف جرم ہے مثلاً امن وامان کو تباہ کرتا ہے یا انسانیت کے خلاف کاروائی کرتا ہے تو یہ بھی جرائم ہے اور ان کی وجہ سے اس کو تادیبی عقوبت ہے کہ وہ اپنا نام ،لقب ،عہدہ،تاریخ پیدائش ،فوجی ڈیوژن کا نام اور نمبر اور اپنا شخصی نمبر بتائے۔اگر وہ اس سے انکاری ہو تو اس کو اپنے عہدے اور مرتبے کے مطابق جو اضافی مراعات حاصل ہیں تو بطور سزا کے وہ ختم کر جا سکتی ہیں۔

جنیوا معاہدہ کے مطابق تادیب سزائیں (Disciplinary Punishments) حسب ذیل ہیں:

۱. مالی جرمانہ جو قیدی کی ماہانہ تنخواہ کی ۵۰% سے زیادہ نہ ہو۔

۲. ان اضافی مراعات اور خصوصیات کو ختم کرنا جو جنیوا معاہدہ کی رو سے اس کو اپنے مرتبے کے مطابق حاصل ہیں۔

۳. اس سے (Fatique Duties) مشقت والا کام لینا جس کا دورانیہ دو گھنٹے روزانہ سے زیادہ نہ ہو۔

۴. اسے قید کرنا۔

قیدیوں کو اگر قانون ثبوت کے بعد سزا دی جائے گی تو وہ ان کے ٹھکانوں پر دی جائے گی ،ان کی رہائش گاہوں سے انہیں منتقل کرنے کی اجازت نہیں اور نہ ہی کسی اور جیل میں ان کو حبس کی سزا دی جائے گی۔[۴۳]

اگر کسی جنگی قیدی سے دوران قید ایسا کام سرزد ہو جائے جو بین الاقوامی قوانین کی رو سے جرم ہو یا اس ملک کے داخلی قانون کے مطابق جرم ہو تو اس کے خلاف عدالتی کاروائی شروع کرنے سے پہلے قید کرنے والا ملک مندرجہ ذیل کاروائی عمل میں لائے گا۔

جنگی قیدی ذمہ دار ملک کی طرف عدالتی کاروائی شروع کرنے سے کم از کم دو ہفتے پہلے لکھے گا اور مندرجہ ذیل معلومات فراہم کرنے کا پاپابند ہوگا:

۱. قیدی کا پورا نام، عہدہ، گروپ نمبر، شخصی نمبر، تاریخ پیدائش اور پیشہ وغیرہ

۲. قید کرنے کی جگہ

۳. عدالت کے لئے اس پر الزام کی وضاحت، اور قانونی طور پر ثبوت کے بعد اس کی ممکنہ سزا کا تعین۔

۴. عدالت کا تعین اور فیصلہ سنانے کی تاریخ کا تعین

نیز قیدی کو اپنے دفاع کے لیے وکیل کی سہولت فراہم کی جائے گا، قید کرنے والا ملک کو چاہیے کہ اس کے لئے وکیل کا بندوبست کرے۔ ملزم قیدی کو اپنے دفاع کے لئے گواہ پیش کرنے کی سہولت دی جائے گی اگر اس کو ترجمان کی ضرورت ہو تو اس کو اس کی زبان کا ترجمان فراہم کیا جائے گا۔[۴۴]

شریعت اسلامیہ اور موجودہ بین الاقوامی قوانین میں بنیادی فرق یہ ہے شریعت اسلامیہ ہر مسلمان کا دین اور عقیدہ ہے اور اس پر عمل کرنا اس کا دینی فریضہ ہے اس کا جوابدہ فرد ادارہ اور حکومت سب ہوں گے۔ نہ صرف دنیا کی ذمہ داری بلکہ موت کے بعد قبر اور حشر و نشر کی جوابدہی بھی ہے اس لئے ان قوانین پر عمل درآمد ایک مسلمان اس وقت بھی کرتا ہے جب کہ اس کی طاقت سب پر حاوی ہو اور باز پرس والا کوئی بھی نہ ہو۔ اور ان حالات میں بھی کرتا ہو جب کہ دنیا کی کوئی آنکھ اسے نہ دیکھ رہی ہو لیکن اس کو یقین ہے کہ اللہ تعالی میرا حاکم مجھے دیکھ رہا ہے۔

اس لیے مسلمانوں نے اس وقت بھی ان قوانین پر عمل درآمد کیا جب کہ ان کے دشمن ان کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کرتے تھے یہ خصوصیت کسی اور کے ہاں نہیں ملے گی۔

حواشی و حوالہ جات

[۱]۔ الاسرا: ۷۰

[۲]۔ المائدہ: ۸

[۳]۔ تفصیل کے لئے دیکھئے۔ ابن اثیر الکامل فی التاریخ: ۵۵۸-۱۱/۵۲۷

[۴]۔ ۱۹/۵۴۳

۵۔ ۷۸/۴۴

۶۔ ص۱۰۱

۷۔ المائدہ:

۸۔ المادئدہ: ۶۴

۹۔ الأنفال: ۵۷

۱۰۔ محمد: ۰۴

۱۱۔ البخاری محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد، باب من قاتل لتکون کلمتہ اللہ ھی العلیا: ۱/۳۹۴

۱۲۔ الصنعانی، محمد اسماعیل الامیر الیمنی، سبل السلام: ص ۱۳۳۰

۱۳۔ ابن منظور الافریقی، لسان العرب، مادہ، ق، ت، ل: ۱۱/۵۴۹

۱۴۔ ابن تیمیہ السیاسیۃ الشرعیۃ، ص ۱۲۴، ط، رابعہ، دار لکتب مصر

۱۵۔ الکاسانی، بدائع الصنائع: ۷/۱۰۹

۱۶۔ ابن رشد، بدایۃ المجتھد: ۲/۴۵۸، ط ثالثہ، مصطفیٰ حلبی

۱۷۔ Encyclopadia Britonica۲۲۰/۸ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، آثار الحرب، ص۳۷۹

۱۸۔ ۱۸اص الدھر: ۸،۹

۱۹۔ السیوطی، الجامع الصغیر، ۱/۴۱

۲۰۔ الشوکانی، نیل الادطار، ۸/۱۴۶

۲۱۔ ابن ہشام، السیرہ، ۲/۶۸۶

۲۲۔ ابن حجر العسقلانی فتح الباری: ۶/۱۰۸

۲۳۔ جینوا معاہدہ ۱۹۴۹ء دفعہ ۔۲۶

۲۴۔ نفس المصدر

۲۵۔ نفس المصدر، دفعہ: ۴۷

۲۶۔ اِسری الحرب عبر االتاریخ: ص ۲۰۵، ۲۰۶

۲۷۔ الکاسانی، البدائع الصنائع: ۷/۱۱۹ محمد بن الحسن الشیبانی، السیر الکبیر ۳/۱۰۲۴

۲۸۔ البیھقی، السنن الکبری، ۹/۸۹ ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ: ۱۳/۳۰۷ السیوطی، الجامع الصغیر ۱/۴۱

۲۹۔ Documents on the laws of war.P.**226**، جینوا معاہدہ ۱۹۴۹، دفعہ، امام مالک المدونۃ الکبری مکتبہ خیریہ: ۲/۱۶۶

۳۰۔ امام شافعیؒ، کتاب الام: ۷۰، ۱۴/۱۹۰ابن قدامہ المغنی: ۶/۲۶۷، امام مالک المدونۃ الکبری مکتبہ خیریہ: ۲/۱۶۶

۳۱۔ شمس الائمۃ السرخسی، المبسوط: ۸/۱۳۶الدسوقی، حاشیہ: ۲/۱۸۷، ابن قدامہ، المغنی، ۱۰/۴۳۷

۳۲۔ ڈاکٹر عبداللطیف، احکام الأسری والسبایا: ص۱۶۶

۳۳۔ جنیوا معاہدہ، دفعہ نمبر ۶۰، Documents on the law of war.P/.

۳۴۔ جینوا معاہدہ دفعہ نمبر ۶۱

۳۵۔ ابوداؤد، السنن: ۳/۷۸

۳۶۔ الکاسانی، البدائع والصنائع، ۷/۱۲۱، ابن قدامہ، المغنی: ۸/۲۷۸ نہایۃ المحتاج: ۸/۶۶

۳۷۔ النحل: ۹۱

۳۸۔ فتح الباری، شرح صحیح البخاری، ۷/۳۱۶

۳۹۔ السرخسی، المبسوط: ۱۰/۶۹، نھایۃ المحتاج: ۸/۷۸الزنجانی، تخریج الفروع علی الأصول: ص۹۹

۴۰۔ کمال ابن ہمام، فتح القدیر: ۴/۳۰۶، مغنی المحتاج: ۴/۲۲۷ الدسوقی، حاشیۃ علی الدرر: ۲/۱۸۴، ابن قدامہ، المغنی: ۸/۳۷۲ابن رشد، بدایۃ المجتھد: ۱/۳۸۲

۴۱۔ سید قطب، فی ظلال القرآن: ۲۸/۲۲۸۵، ط، دار الشروق

۴۲۔ معاہدہ جینوا، دفعہ نمبر ۱۷

۴۳۔ ایضا دفعہ ۹۰-۸۹

۴۴۔ ایضا دفعہ نمبر: ۱۰۵